اسلام اور غلامی
از
محمد حفیظ اللہ
مصنف اسلامی مساوات وغیرہ
باہتمام
سید منظور علی ندوی
ملنے کا پتہ: منیجر مسلم ایجوکیشنل بک ڈپو۔ پھلواری شریف (پٹنہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غلامی اور اسلام

عیسائی کہتے ہین کہ اسلام نے غلامی کے جواز سے ایک کثیر
تعداد نفوس کو آزادانہ زندگی سے محروم رکھا جس سے اُنکے
حقوق پائمال ہوئے ۔ لیکن وہ یہ نہین دیکھتے کہ مذہب
عیسوی کے ماننے والے کب سے اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے
دیکھنے لگے ہین ۔ پندرہوین ۱۵ صدی تک عیسائی دنیا مین
غلامی جائز تھی اور غلامون کے لئے اس مذہب کے لوگ
نہایت سخت تھے ۔ آدمیون (غلامون) کی تجارت مانند بھیڑ
بکریون کے ہوا کرتی تھی ۔ کتابون سے پتہ چلتا ہے کہ اسوقت

اِن غریبون کی کیا حالت تھی اور ان کو کس طرح تکلیفین دیجاتی تھین۔ صرف اتنا کہنا کافی ہوگا کہ اِن کے ساتھ جانورون کی طرح سلوک کیا جاتا تھا۔ عیسائی مدعی ہین کہ اُن کے مذہب نے رسم غلامی کو بند کیا اور مساوات کی تعلیم دی۔ میری سمجھ مین نہین آتا کہ اِن کا دعویٰ کہان تک صحیح ہو مگر اتنا ضرور کہونگا کہ موجودہ انجیل مین رسم غلامی کے متعلق ایک جملہ بھی نہین ملیگا۔ توریت مین اکثر جگہ غلامی کا تذکرہ ہے لیکن اس رواج کے مٹانے کے متعلق نہین بلکہ غلامون کو تنبیہ دی گئی ہے کہ تم کو مالکون سے کس طرح برتاؤ کرنا چاہیے

سر سید رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے بعض ہمخیال نے ثابت کیا ہو کہ قرآن پاک نے غلامی کو بالکل بند کردیا ہو مگر جمہور علمار کا یہ خیال نہین ہو۔ مین اس پر بحث کرنا نہین چاہتا بلکہ اس مختصر مضمون مین صرف یہ دکھلانا چاہتا ہون کہ اسلام نے غلامون

کے ساتھ کس طرح سلوک کرنے کی تاکید کی ہے اور اُن کو کس طرح مساوی حقوق دیئے ہین۔

اسلام نے غلامون کو ہر قسم کی آزادی دی، اسلام کبھی اس گروہ کی ترقی کی راہ مین مانع نہین ہوا، اسلام کی نظر مین ایک غلام کی وہی عزّت ہے جو ایک آزاد انسان کی، خدا تعالےٰ نے اپنی نعمتون کا دروازہ لوگون پر یکسان کھولدیا ہے۔ اب ہر شخص کے اختیار مین ہے کہ اپنی قابلیت کے مطابق اِن نعمتون سے فائدہ اُٹھائے۔ اسلام کا قانون ہے کہ کل بنی آدم خواہ آقا ہون یا غلام سب برابر ہین اور دربار خداوندی مین ایک آقا اور ایک غلام مین کوئی فرق نہین ہے۔ ہان۔ اگر کسی کو کسی پر فوقیت ہے تو وہ اور کسی سبب سے نہین بلکہ تقویٰ اور صرف تقویٰ کے سبب سے۔ قیامت کے دن آقا اور غلام دونون ایک ہی صف مین دست بستہ کھڑے ہون گے۔

وہان نہ آقا دیکھا جائیگا نہ غلام - بلکہ بعض حالتون مین غلام کا
درجہ آقا سے کہین زیادہ ہوگا - جس طرح ایک آقا پر نماز روزہ
وغیرہ فرض ہو اسیطرح غلام پر بھی - امیر کے لئے اُسکی امارت
کی وجہ سے کسی ارکان مین کمی نہین کی گئی - مسلمان غلامون اور
لونڈیون کے ساتھ اولاد کی طرح سلوک کرتے تھے - یہان آزادی
اور مساوات کے فرضی افسانے نہ تھے بلکہ حقیقی معنون مین آقا
اور غلام مین ہمسری اور مساوات تھی - ایک اونٹ پر آدھا
رستہ اگر آقا چلتا ہو تو آدھا راستہ غلام -

جسوقت عیسائی دنیا مین اِن انسانون کو انسان تصور
نہین کیا جاتا تھا اور ان کی کوئی ہستی خیال مین نہ لائی جاتی تھی
اُسوقت روحی فداہ جناب شارع علیہ السلام نے "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
اِخْوَۃٌ" کا اعلان کرکے غلامون کی حالت بدلنی شروع کردی
طرح طرح کے طریقے اِن کے آزاد کرنے کے لیے نکالے گئے مثلاً

کسی نے قسم کھائی اس کے کفارہ مین غلام آزاد کیئے، کسی نے
قصداً روزہ توڑ دیا تو اس کے کفارہ مین غلام آزاد کرنا پڑا۔
ما سوا اسکے غلام کا آزاد کر دینا بہت بڑا کار ثواب اور پسندیدہ
تورع قرار دیا گیا۔ شادی بیاہ یا کسی اجتماعی تعلقات مین یہ
آزاد شدہ غلام اگر عزت کی زندگی بسر کرتے اور ان مین تقوی
ہوتا تو اسلام کے قانون کے مطابق نہ تو یہ خود اور نہ انکی نسل
کبھی ذلیل سمجھی جاتی۔ بلکہ ان کی عزت اسی طرح کیجاتی جس طرح
اعلی خاندان کے لوگون کی کیجاتی ہے۔ ان کو شادی بیاہ مین
کبھی کسی قسم کی دقت نہوتی۔ اگر ان مین تقوی ہوتا تو اعلی سے اعلی
خاندان مین انکی شادی ہوتی اور اس مین کبھی کسی مسلمان کو
عذر نہ ہوتا۔

ہمارے آقا نے حکم دیا کہ جو تم کھاتے ہو وہ ان کو بھی کھلاؤ۔
جیسا تم پہنتے ہو ویسا ہی انھین بھی پہناؤ، اگر وہ کوئی قصور

کرین تو معاف کردو کیونکہ وہ خدا کے بندے ہین اور انھین ایذا نہین دینی چاہیئے۔ یاد رکھو کہ تم سب بھائی بھائی ہو تم سب مساوی ہو" یہ اعلان اُسوقت کا ہو جب مغرب والون کو ان باتون کا خیال بھی نہ تھا۔ +

جب پاک اسلام نے ایک غلام کی اس طرح حفاظت کی ہو اور جب اسکے لئے اس قسم کے مساوی حقوق دیے ہون تو ہر شخص جس کو کچھ بھی عقل ہو سمجھ سکتا ہو کہ وہ موجودہ مفہوم غلامی کا لحاظ کرتے ہوئے ہرگز غلام نہین ہو سکتا۔ +

مین ایک واقعہ ساتوین صدی عیسوی کے آغاز کا پیش کرتا ہون جس سے معلوم ہوگا کہ آزادی کی بنیاد پہلے کس نے ڈالی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خلعت رسالت سے ملبوس ہونے کے قبل اپنی بی بی جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ سے لیکر حضرت زید بن حارثہ کو آزاد کردیا +

شاید دنیا کی تاریخ مین یہ سب سے پہلا واقعہ تھا کہ ایک غلام اس فیاضی کے ساتھ بغیر تحریر[ا] اور بغیر فدیہ کے آزاد کیا گیا۔ ہمارے آقا کا مقصد یہ تھا کہ دنیا مجبور انسانون کو مخلصی دینے کا ایک درس حاصل کرے اور عالم مین اس بہترین کار خیر کی ایک نئی سنت کا آغاز ہو۔

حارثہ فدیہ لیکر اپنے بیٹے کا معاوضہ دینے آئے تھے مگر یہان کی عنایتون کا کچھ اور ہی رنگ دیکھا اور اس خلق مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم فرمائیون نے آزاد شدہ زید کو پھر بن دامون غلام بنا دیا۔ دنیا کی ہر دولت و عزت پر بالآخر حضرت کی ہمرکابی کو ترجیح دی۔ مصرع

گر تو بران زسلطنت خوش تر
که ذلّ و جور و جفائے تو عزّ و جاه من است

[ا] تحریر اُس رقعۂ آزادی کو کہتے ہین جسمین آقا لکھدیتا ہے کہ اس کا غلام اسقدر رقم ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جائے گا ۱۲

یہ واقعہ اُسوقت کا ہے جب عیسائی دنیا کو خواب و خیال مین بھی یہ باتین دکھائی نہین دیتی تھین۔ +

حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی اس آزاد شدہ غلام سے بہت محبت تھی۔ یہان تک کہ نسب کا غرور و نخوت مٹانے اور مساوات کی مثال قائم کرنے کے لئے آپ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب کی شادی آپ سے کردی۔ اس طرح عملاً دنیا کو دکھلا دیا کہ ایک غلام بھی (اگر اس مین تقویٰ اور قابلیت ہے تو) ایک اعلیٰ سے اعلیٰ خاندان کا رکن بن سکتا ہے۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہین بلکہ یہ وہ عظیم الشان واقعہ ہے جس کا تذکرہ خود خداوند تعالےٰ نے قرآن پاک مین فرمایا ہے۔ حضرت زینب اس شادی سے خوش نہین تھین اسلئے طلاق دلوادی گئی۔ اور حضور انور نے ان کو اپنے عقد مین لے لیا۔ کیا کبھی اسکے راز اور حقیقت پر غور کیا گیا؟ ہان یہی وہ شاندار

مثال ہے جو اخلاقی حیثیت سے دنیا میں اپنی نظیر نہین رکھتی۔
اس مین چند باتین قابل غور ہین۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے
کہ مساوات کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً پیش کیا۔
حضرت زید جو غلام تھے اور جن کو یہ خیال تھا کہ بسبب غلام
ہونے کے کوئی شریف اپنی لڑکی کی شادی مجھسے نہین کریگا۔
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن سے
شادی کر کے اُن کی بددلی دور کی اور اس طرح ثابت کیا کہ
ان باتون کا خیال بالکل غلط ہے۔ ؛

حضرت بلالؓ حضرت صہیب رومیؓ، حضرت خبابؓ بن الارتؓ
حضرت عمارؓ (رضی اللہ عنہم) وغیرہم کے متعلق، جو آزاد شدہ
غلام تھے اور جن کے نام سرداران قریش کے پہلو بہ پہلو
لئے جاتے ہین ان کو ہم کیا جانتے ہین؟ ان کے خاندان کا
ہمین کیا پتہ ہے؟ ہم صرف اسی قدر جانتے ہین کہ وہ مسلمان

تھے اور بس۔ ان میں کوئی بھی ایسا تھا کہ نعوذ باللہ ذرہ بھی نفرت یا حقارت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہو یا اس زمانہ کا کوئی مسلمان خواہ وہ کتنا ہی بڑا مشائخ، کتنے ہی بڑے پایہ کا ولی، کتنا ہی بڑا عالم اور کتنا ہی بڑا دولت مند اور ذی عزت ہو، ان حضرات کا مقابلہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ بہتر سے بہتر شخص ان غلاموں کا غلام ہونا اپنے لئے فخر سمجھتا ہے۔

سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ (دربار نبوی کے موذن) ایک حبشی اور امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ ان پر قریش نے بہت ظلم کیا تھا لیکن آپنے اسلام سے منہ نہ موڑا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ ان کی بزرگی کا لحاظ کرکے فرماتے تھے۔

بلال سیدنا و مولی سیدنا

یعنی

بلال ہمارے آقا ہین اور ہمارے آقا کے آزاد کردہ ہین

آج تیرہ سو سال گزر گئے مگر مسلمانون کے دلون مین اس حبشی
غلام کی جسقدر عزت اور جسقدر احترام ہے وہ اظہر من الشمس ہے اور ہر دیندار
مسلمان آپکی غلامی مین خود کو منسوب کرنا فخر اور ذریعہ نجات سمجھتا ہے

ے اے غلامِ شاہ! اک دنیا ہے اب تیری غلام
تجھپہ صدقے ہین مسلمان اے پرستارِ رسولؐ

جب آپنے اپنی شادی کی خواہش ظاہر کی تو قریش کے اعلیٰ سے
اعلیٰ خاندان کے لوگ اپنی لڑکیون کو آپکے عقد مین دینے کے لئے
تیار ہو گئے۔ حضرت بلالؓ کا جب انتقال ہوا تو حضرت عمر فاروقؓ یہ کہکر
افسوس کرتے تھے کہ آج ہمارا آقا اس دنیا سے چل بسا ے
عہد فاروق مین جسدن کہ ہوئی انکی وفات وہ یہ کہا حضرتِ (فاروق) نے بادیدہ تر

اُٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا! ٭ اُٹھ گیا آج نقیب حَسَبِ پیغمبر!

اس مساوات پہ ہے معشرِ اسلام کو ناز

نہ کہ یورپ کی مساوات کہ ظلم اکبر

فتح مکہ کے دن حضورؐ نے حضرت بلال رضؓ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھکر اذان دیں تو بعض حضرات کو یہ انتخاب بُرا معلوم ہوا جب حضور صلعم نے سُنا تو فرمایا " اگر ایک حبشی غلام بھی تم پر امیر بنا دیا جائے اور حق کے ساتھ تم پر حکومت کرے تو اُسکی تابعداری کرو ٭

خبّاب بن الارت، امّ انمار کے غلام تھے۔ جب آپ اسلام لائے تو قریش نے ان پر بڑا ظلم کیا، انھیں آگ پر لٹایا گیا لیکن آپ نے سرورِ کائنات کی محبّت نہ چھوڑی۔ آپکی عزت بھی مسلمانوں کے دلوں میں وہی ہے جو کسی بڑے صحابی کی ہو سکتی ہے۔

صہیب رومیؓ بھی ایک غلام تھے۔ جن کو جناب عبداللہ بن جدعان نے خرید کر آزاد کیا تھا۔ حضرت عمر رضؓ جب آپکو دیکھتے

تو فرماتے نعم العبد صہیب لو لم یخف اللہ لم یعصہ (یعنی صہیب اللہ کا کیسا نیک بندہ ہے! اگر خوف عذاب نہوتا جب بھی اسکی فطرت بدی پر مائل نہوتی) آپ ہی نے حضرت عمر فاروقؓ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ فاروق اعظم کو عین نماز کے وقت کسی بدقسمت نے خنجر مارا تھا۔ جب آپ نماز پڑھانے سے مجبور ہوئے تو حضرت صہیب ہی کو اپنی جگہ کھڑا کر دیا۔ +

حضرت سلمان رضؓ ایک فارسی غلام تھے۔ جناب مرتضیٰ رضؓ آپکے متعلق فرماتے کہ سلمان منا اھل البیت (سلمان ہم اہل بیت مین ہین) اللہ اللہ وہ کیسا متبرک شخص تھا جسکی شان مین امیر المومنینؓ نے یہ جملہ فرمایا۔ جس غلام کی شان مین شیر خدا یہ فرمایا کرتے اُسکے متعلق ایک معمولی عقل و الا شخص بھی خیال کر سکتا ہے کہ اس غلام کی عزت مسلمان کتنی کرتے ہونگے اور اسوقت بھی اسکی وقعت کسقدر ہوگی۔ +

سرچشمۂ ہدایت حضرت امام حسن بصری کو کون نہین جانتا؟ آپکا

محدثین، فقہا، صوفیائے کرام، سب ہی اپنا امام اور پیشوا مانتے ہین، ان کی والدہ ماجدہ حضرت ام سلمہؓ کی لونڈی تھین۔

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد مبارک مین فتح ایران کے بعد بہت سے غلام اور بہت سی لونڈیان گرفتار ہوکر آئی تھین۔ ان مین ایران کی تین شہزادیان بھی تھین۔ جن کو فاتح خیبر جناب مرتضی رضؓ نے خرید کر ایک اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت امام حسینؑ، ایک حضرت محمد بن ابی بکرؓ اور ایک جناب عبداللہ بن عمرؓ کو دیدیا۔ ان تینون کے بطن سے تین صاحبزادے پیدا ہوئے (۱) حضرت امام زین العابدین رضؓ ابن حضرت امام حسینؑ (۲) حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضؓ (۳) حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؓ

کون نہین جانتا کہ ان مین کا ہر بزرگ علم و ہدایت کا ایک سرچشمہ تھا حضرت امام زین العابدین کو ہر شخص جانتا ہے کہ انکی کیا عزت تھی؟

هٰذَا الَّذِي يَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهُ
وَالْبَيْتُ يَعْرِفُهُ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

(یہ فرزدق شاعر کا شعر ہے جو اس نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

کی طرح ہیں لکھا تھا۔ حضرت قاسمؒ اور حضرت سالمؒ کے اسماء گرامی فقہائے تابعین میں سمجھے پہنے جاتے ہیں ان دونوں حضرات کو وہ وقعت حاصل ہوئی کہ اس عہد میں شاید ہی کسی کو نصیب ہوئی ہو۔

"تحفظ نسل، تحفظ نسل" یہی ہیں وہ دلفریب الفاظ جن کے پردے میں استخوان جید فروشی کی اسپرٹ پھونکی جاتی ہے۔ ہاں ہم مانتے ہیں کہ اسلام نے ایک زبردست قومیت کی بنیاد ڈالی مگر کیا اس کی بنیاد نسل یا جغرافیائی حد بندیوں پر رکھی گئی تھی۔ حاشا وکلا۔ یہ بنیاد تو پاک کلمہ طیبہ پر رکھی گئی۔ آج جب ہم شادی بیاہ اور ہر معاشرتی مسئلہ میں نسل و قومیت کے نام سے ایک ہی کلمہ طیبہ کے حاملین کا آپس میں تنافر و تباین دیکھتے ہیں تو بے ساختہ پڑھنا پڑتا ہے ؎

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی   کیں رہ کہ تو می روی بترکستان است

نسل آپس کے میل جول اور باہمی ازدواج سے برباد نہیں ہو سکتی۔ زید کا بیٹا ہمیشہ زید ہی کہلائیگا۔ خواہ اس کی پیدائش کسی زمین میں ہوئی ہو۔ کیا ہمارے سامنے ائمۂ دوازدہ بلکہ خود سرور کائنات کا اسوۂ حسنہ موجود نہیں۔ کیا حضرت صفیہؓ[1] ۔ یا ماریہؓ[2] قبطیہ کی مثال ہمیں کافی نہیں۔ ہم کہیں گے اور یہی کہیں گے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

[2] آپ حضور سرور کائنات کی لونڈی تھیں جن کے بطن سے حضرت ابراہیم حضور کے صاحبزادے تولد ہوئے اور بچپن ہی میں انتقال فرما گئے۔ حضرت ابراہیم کے انتقال پر حضور صلعم کے آنسو جاری تھے اور فرمایا کہ اگر میرا یہ فرزند رہتا تو پیغمبر ہوتا۔

[1] حضرت صفیہ کسی لڑائی میں گرفتار ہو کر ایک صحابی کے حصہ میں دیگئی تھیں آنحضرت صلعم نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا اور اس کے بعد خود ان سے نکاح کر لیا ۱۲

سیرین کسی لڑائی مین گرفتار ہو کر آئے اور حضرت انس رض کو حصہ مین ملے حضرت انس رض نے مقررہ کام لینے کے بعد آزاد کر دیا تھا۔ آپکی شادی حضرت صدیق رض کی ایک لونڈی صفیہ سے ہوئی تھی۔ اس نکاح مین حضرت ابی بن کعب جیسے غازیان بدر شریک تھے اور آپ ہی نے نکاح پڑھایا تھا۔ اور سنو جب صفیہ کو دلھن بنایا جا رہا تھا اسوقت تین امہات المومنین ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھین اور اپنے ہاتھون سے صفیہ کو دلھن بنانے مین مدد کی تھی۔ اب تمھین بتاؤ کہ غلامون اور لونڈیون کے ساتھ مسلمانون کا کیسا سلوک تھا۔ کیا پیروان صلیب بھی کوئی ایسی مثال پیش کر سکتے ہین؟ کنیز اور بانو تھین آپس مین ایسی ✤ زمانہ مین مان جائی بہنین ہون جیسی

ابن سیرین کو کون نہین جانتا؟ ابن سیرین بہت بڑے معتبر محدث اور معبر خواب گزرے ہین۔ آپکی عابدانہ و زاہدانہ زندگی کے حالات تاریخون کی زینت ہین۔ یہ ابن سیرین اسی غلام

سیرین کے فرزند تھے۔ کیا غلام کے فرزند ہونے سے ذرا بھی انکی عزت مین فرق آیا؟ ہرگز نہین بلکہ ہر شخص اپنی آنکھون پر بٹھاتا اور آپکی عزت کرنا اپنا فخر سمجھتا تھا۔

مشہور بزرگ ابو عبدالرحمن حضرت عبداللہ بن مبارک مبارک نامی ایک غلام کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ حضرت امام مالک اور امام احمد حنبل کے پایہ کے بزرگ ہین۔ حنفیہ آپکو مجتہدین میں شمار کرتے ہین، مالکیہ علمار مالکیہ مین اور محدثین اپنے گروہ مین شامل کرتے ہین

حضرت خلیفہ ثانی کے زمانہ مین بڑے بڑے اہل کمال پیدا ہوئے حضرت عکرمہ جو ائمہ حدیث مین شمار کئے جاتے ہین، ایک غلام تھے۔ آپکو حضرت عبداللہ بن عباس نے افتا و روایت کی اجازت دی تھی۔ اور آئمہ مفسرین مین اعلیٰ درجہ آپکا ہی، حضرت امام مالک کے شیخ الحدیث ایک غلام تھے جن کا نام حضرت نافع تھا جو حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے غلام تھے۔ محدثین کی جماعت کثیر کے نزدیک سلسلۃ الذہب

کی دو کڑیوں کو ملانے والی تیسری کڑی یہی نامور غلام ہے۔

اسلام نے کسی کی دل آزاری اور دل شکنی کو بہت بُری نگاہ سے دیکھا ہے اور اس کو بدترین جرم قرار دیا ہے۔ ایک اندھے کو اندھا کہنا سخت ترین بداخلاقی سمجھی گئی ہے اور اُسکے لئے لفظ "بصیر" کہا گیا ہے۔ حالانکہ لغت کے اعتبار سے "بصیر" کے معنی دیکھنے والے کے ہیں۔ اسی طرح ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلعم نے غلاموں کو لفظ "غلام" کی جگہ "بچہ" کا لفظ استعمال کرنے کا حکم دیا۔ غلاموں کو حکم دیا کہ اپنے آقا کو "خداوند" کہکر نہ پکارا کریں بلکہ "آقا" کہکر پکاریں۔ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو "غلام" کہکر پکارتا تو آنحضرت صلعم کو بہت ملال ہوتا[لہ]۔

لہ لفظ "مولی" آقا کے لئے موضوع ہے مگر اس کا غلام کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا گیا وہی مطلب رکھتا ہے جو بصیر کا اندھے کے معنی میں ۱۲

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو غلاموں کا بہت خیال تھا۔
آپ نے بستر مرگ پر اس جماعت کو ان لفظوں میں یاد فرمایا۔

غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرا کرنا

حضورؐ کا بستر مرگ پر امت کو غلاموں کے حقوق اور نگہداشت
کی تاکید فرمانا مقدس مذہب اسلام کی صداقت کی اتنی بڑی
دلیل ہے کہ جسکی مثال دنیا میں ڈھونڈھے نہ ملے گی۔ ایک مریض
شہنشاہ سفر آخرت کی تیاری کر رہا ہے۔ (کہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ
مِنَ الْاُوْلٰی) اردگرد مغموم و محزون سرفروشوں کا جمگھٹ
ہے، مریض بھی ایسا مریض جسکے ایک جنبش لب پر سارے لوگ اپنا
تن من دھن سب کچھ قربان کر دینے کو تیار ہیں جس کی ایک ادنیٰ
خواہش پر دنیا کی ساری نعمت اکٹھا ہو سکتی تھی، اپنے عزیزوں
اور اپنے پرواؤں کی آنیوالی مصیبتوں تکلیفات اور پریشانیوں

پورا اندازہ فرما رہا ہی، لیکن جب اُسکی مقدس زبان کو نطق کی
حرکت ہوتی ہی تو بجائے اسکے کہ وہ اپنی [illegible] بیٹا، [illegible] خاندان
اور کنبہ والون کی سفارش اور نگہداشت کی ہدایت کرے،
قوم کو اس بیکس جماعت کی نگہداشت اور حقوق کی حفاظت
کی تاکید فرماتا ہی جس کا وجود خود اُسکی ذات سے پہلے وجود معطل
سمجھا جاتا تھا، جس پر ہر طرح کا تشدد مالک اور آقا کا قدرتی
حق تسلیم کر لیا گیا تھا اور جس کی موت اور زیست تک اسکے
مالک کی مرضی پر موقوف تھی۔

کہان ہین مخالفین اسلام آئین اور ہم کو ایک بھی ایسی مثال
تبلائین۔ خدارا اگر اُن کے دلون مین ایک ذرّے کے برابر بھی
عقل و انصاف کا جذبہ ہی تو اسلام کے ان شاندار واقعات
کو غور کرین اور پھر اسلام کی صداقت کو پرکھین۔ ✣

ایک بار ایک شخص نے آقائے نامدار سے دریافت کیا کہ

ہم اپنے غلاموں کا کتنی بار قصور معاف کیا کریں۔ حضرت خاموش رہے۔ دوبارہ اس شخص نے یہی سوال کیا مگر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ جب تیسری بار دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا۔

"ہر روز ستر بار معاف کیا کرو"

عن انس رض ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی کان راسہ زبیبۃ

(یعنی) حضرت انس رض سے روایت ہو کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سنو اور فرمانبرداری کرو اگرچہ تم پر حبشی غلام ہی امیر مقرر کیا جائے اور وہ غلام بھی ایسا ہو کہ اس کا سر منقی کے مانند ہو (یعنی چھوٹا گنجا اور بدصورت"

دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے

ان امیر علیکم عبد مجدع یقودکم بکتاب اللہ فاسمعوا له واطیعوا۔ یعنی اگر تم پر نکٹا بوچا غلام بھی امیر بنایا جائے اور وہ

اللہ کی کتاب کے موافق حکم کرے تو اس کا کہا سنو اور اطاعت کرو

ایک بار حضرت ابو مسعود رضؓ اپنے غلام کو کوڑے مار رہے تھے

اُسوقت سرکار رسالتمآب ادھر سے گذرے اور دیکھکر فرمایا کہ

"اے مسعود یاد رکھ جتنا تو اس غلام پر

قادر ہے اس سے زیادہ خدا تجھپر قادر ہے"

حضرت مسعودؓ نے فوراً ہاتھ روک لیا اور کہا کہ "یہ غلام آزاد ہے"

حضرت صلعم نے فرمایا کہ "اگر تو آزاد نکرتا تو تجھکو دوزخ کی آگ جلاتی"

ایکدفعہ حضرت ابوذر غفاری نے اپنے غلام کو گالی دی حضرتؐ فرمایا

"تم مین ابتک جہالت کی بو باقی ہے؟ تمھارے غلام

تمھارے بھائی ہین یعنی آدم کی اولاد ہین اور تمھارے

خدمتگار ہین۔ خدا نے انکو تمھارے قبضہ مین دیا ہے

یعنی انکا مالک بنایا ہے جس کسی کا بھائی اسکی ملک مین

ہو تو جو خود کھائے اسے کھلائے اور جو خود پہنے
اُسے پہنائے۔ اُس پر ایسا بوجھ نہ ڈالے جو اُسے
دبا ڈالے اور اگر ایسا کرے تو خود بھی اُسکی مدد کرے"

اسکے بعد سے حضرت ابوذرؓ اپنے غلامون کو وہی کھلاتے جو خود کھاتے
جو خود پہنتے وہی اُن کو پہناتے اور اسقدر ہمسری رکھی کہ کسی کو آقا
و غلام مین کوئی فرق نظر نہ آتا۔ ✣

سرور کائنات نے اپنی آخری فوجی مہم جسمین حضرت ابوبکرؓ جیسے
حضرات موجود تھے، حضرت اُسامہؓ کی سرداری مین بھیجی تھی، جو
آپ کے غلام حضرت زیدؓ کے بیٹے تھے۔ چند لوگون کو یہ بات ناگوار
معلوم ہوئی تو حضرت صلعم نے فرمایا۔ "تم لوگ پہلے زید کی سرداری
پر بھی طعن و طنز کر چکے ہو حالانکہ وہ اس کام کا اہل تھا اور اب
اُسامہ سردار بنایا گیا ہے اور وہ اس کا اہل ہے۔"

ابتدائے اسلام مین اکثر وہ سردار جن کے دماغ مین تکبر بھرا ہوا تھا حضور کی صحبت سے احتراز کرتے اور کہتے کہ ایک ایسی مجلس اور ایک ایسا دین جسمین آقا غلام امیر وغریب کسی مین کچھ فرق نہو ہمین گوارا نہین اور حضور سے شکوہ کرتے کہ آپکی صحبت مین ادنے کمینے اور میلے کچیلے لوگ بیٹھا کرتے ہین یہ مشکل ہے کہ ان کے ساتھ ہم لوگ بھی بیٹھا کرین (حضرت بلال وغیرہ کی طرف اشارہ تھا) حضرت کے دل مین خیال آیا کہ کچھ دنون کے لئے انکی صحبت سے احتراز کرین تاکہ شرفائے قریش کو میری پند ونصیحت سننے کا موقع ملے اور وہ ایمان لائین مگر فوراً وحی نازل ہوئی کہ

ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ۔ (یعنی) اور نہ ہٹاؤ اپنے پاس سے ان لوگون کو جو صبح وشام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہین اور اُسکی رضامندی چاہتے ہین

آنحضرت کے قبضہ مین جب کبھی کوئی غلام آتا آپ فوراً آزاد کردیتے ۔ کسی مورخ نے لکھا ہے کہ آپنے تینتالیس ۴۳ غلام اور گیارہ لونڈیون کو

آزاد کیا۔ آپنے فرمایا کہ جو شخص ایک مسلمان غلام کو آزاد کریگا اللہ تعالےٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنیوالے کے ہر ایک عضو کو آگ سے بچائیگا۔ ایک شخص نے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر کہا مجھے وہ عمل بتائیے جو جنت کے نزدیک اور دوزخ سے دور کرے۔ آپنے فرمایا غلام کو آزاد کرنا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے اُن تمام غلامون کو جو آپکے پاس محاصرۂ طائف کے روز آئے آزاد کر دیا۔

جنگ حنین کے بعد دشمن کے مفرور لوگون نے قلعہ طائف مین پناہ لی جس کا محاصرہ آنحضرت صلعم نے کر رکھا تھا۔ آپنے یہ اعلان شائع کیا کہ جو غلام قلعہ سے آپکے پاس آئیگا وہ آزاد کر دیا جائیگا۔ جناب کے اس اعلان سے بہت سے غلامون نے فائدہ اُٹھایا۔

اس تعلیم کا اثر حضرت صلعم ہی تک محدود نہ تھا بلکہ آپکے بعد بھی ایک مدت تک یہ اثر آپکے تابعین کے ساتھ قائم رہا۔ حضرت عمر فاروقؓ مساوات کے اسقدر دلدادہ تھے کہ آپ آقا اور غلام مین کوئی فرق رکھنا

پسند نہین فرماتے۔ یہانتک کہ جب آپنے مجاہدین وغیرہ کی تنخواہین مقرر کین تو اُن کے غلامون کو بھی برابر تنخواہین دین اور اسی طرح ہر بات مین مساوی حقوق دیا کرتے تھے۔ عمال کو برابر غلامون کی خبرداری کرنے کی ہدایت فرماتے۔ اگر کوئی غلامونکی عیادت کو نہ جاتا تو آپ اُسپر بہت خفا ہوتے بلکہ معزول بھی کردیتے۔ سرداران فوج کو آپ نے حکم دیا کہ اگر کوئی غلام کسی قوم کو امان دیدے تو وہ امان تمام مسلمانون کی طرف سے سمجھی جائیگی۔

آپ غریب غلامون کے ساتھ کھانا تناول کرتے اور فرماتے۔ "خدا ان لوگونپر لعنت کرے جو غلامون کے ساتھ کھانیکو عیب سمجھتے ہین"

آپ سفر مین غلامون کو برابر کا حق دیتے وہ واقعہ کون نہین جانتا جب حضرت عمر رضی اللہ اپنے غلام کے ساتھ بیت المقدس جارہے تھے۔ ساتھ صرف ایک اونٹ تھا اور ایک چادر۔ آقا اور غلام یکے بعد دیگرے سوار ہوتے اور چادر اوڑھتے تھے۔ اتفاق سے جب بیت المقدس کے قریب پہونچے تو غلام کی باری

تھی - غلام نے ہر چند عرض کی کہ یا امیر المومنین! شہر نزدیک آگیا ہے اونٹ
پر آپ سوار ہو جائین - آپ نے انکار کیا اور شہر مین اس طرح داخل ہوتے ہین کہ
اونٹ پر آپکے غلام سوار اور آپ خود پیدل اونٹ کی مُہار تھامے چلے
آرہے ہین - وہ لوگ جو خلیفہ کے استقبال کو آئے تھے - آپکے اس عدل کو
دیکھکر انگشت بدندان ہوگئے - اور حضرت امیر المومنین کو اس حال مین
دیکھکر بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے - ٭

سبحان اللہ یہ تھا سلوک مسلمانون کا غلامون کے ساتھ - کیا تاریخ
کوئی دوسری نظیر ایسی پیش کر سکتی ہے؟ ہرگز نہین - ہرگز نہین ایسی پیاری
شان آپکو کہین نہین ملیگی - یہ صرف اسلام ہی کی تعلیم تھی - ٭

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی وفات کے وقت جب منصب خلافت کے
مسئلہ کو مجلس شوریٰ مین پیش کیا تو فرمایا کہ "اگر سالم مولی ابی حذیفہؓ
موجود ہوتے تو مین انہین کو خلافت کے لئے نامزد کر جاتا" ٭

تم جانتے ہو سالم کون تھے جن کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ کے خیالات

ایسے تھے کہ تمام دنیا کے مسلمانون کا امیر بنانیکے لیے آمادہ اور تیار تھے ان کا شمار اکابر صحابہ مین ہے۔ تم نے خیال کیا ہوگا کہ وہ خاندان قریش کے کسی معزز گھرانے سے ہونگے۔ نہین وہ حضرت ثبیتہ کے (جو قریشی سردار ابوحذیفہ کی بیوی تھین) غلام تھے۔ ابتدائے اسلام مین آقا و غلام دونون اسلام کے حلقہ غلامی مین شامل ہوئے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت ثبیتہ نے حضرت سالم کو آزاد کردیا اور حضرت حذیفہ نے اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید سے شادی کردی۔ حضرت سالم مسجد قبا کے امام مقرر ہوئے تھے جنکے پیچھے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ جیسے جلیل القدر حضرات اکثر نماز پڑھا کرتے تھے۔ دیکھو! غلامون کے ساتھ مساوات برتنے کا کیسا حیرت انگیز نمونہ ہے۔ کیا تاریخ کوئی ایسی مثال پیش کرسکتی ہے؟

ایکبار قریش کے چند سردار جنمین ابوسفیان بھی تھے امیرالمؤمنین حضرت عمرؓ کی ملاقات کے لیے آئے ہوئے تھے۔ صہیب رومیؓ اور حضرت بلالؓ وغیرہ بھی اسی غرض سے وہان تشریف لے گئے تھے۔ حضرت امیرالمؤمنین نے سب سے پہلے

حضرت بلالؓ کو بلایا اور دوسرے سرداران قریش بیٹھے رہے۔ ابوسفیان کو
یہ بات بری معلوم ہوئی۔ انھون نے دوسرے سرداروں کو کہا کہ دیکھو ہم لوگ
یہان بیٹھے ہی رہ گئے اور غلامون کو اندر جانے کی اجازت ہو گئی۔
ان مین ایک حق شناس تھے۔ انھون نے کہا کہ یہ اپنا قصور ہے۔ بلالؓ کو
اس کا فخر ہے کہ انھون نے ہم لوگون سے کہین پہلے اسلام قبول کیا۔

ایک واقعہ حضرت عمر فاروقؓ کا اور سنو۔ آپکے صاحبزادے حضرت عبداللہ
کو تقسیم اموال مین حضرت اسامہ بن زید سے کم حصہ دیا اس پر حضرت عبداللہ
نے امیرالمومنین سے شکایت کی کہ ایک غلام زادہ کو ہم پر ترجیح دیجاتی
ہے مگر کچھ شنوائی نہین ہوئی۔

جب امیرالمومنین حضرت عمرؓ نے مصر کی فتح کا ارادہ کیا تو اول صلح کا پیغام
دیکر ایک وفد حاکم مصر کے پاس بھیجا جس کا سردار عبادہؓ کو قرار دیا جو حبشی تھے
جب یہ وفد حاکم مصر کے سامنے آیا تو اسنے کہا کہ اس حبشی کو نکالدو۔ انھون نے
کہا کہ یہی ہمارا سردار ہے اور جو کچھ یہ کہیگا اور کریگا اسکے ہم پابند ہین۔

حاکم مصر حیران ہوا اور پوچھا کہ تم نے ایک حبشی کو اپنا سردار کیونکر بنا لیا انہوں نے
کہا ہمارے درمیان قومیت یا رنگ پر عزت نہیں بلکہ فضیلت پر ہے اور یہ
حبشی ہم سب میں افضل الرائے ہے۔

جب اسلام نے غلاموں کے ساتھ یہ برتاؤ کرنا سکھایا ہے تو کون ایسا دیدہ
درحت ہوگا جو اسلام اور بانی اسلام پر اسکا الزام لگا سکتا ہے کہ اس نے رسم
غلامی سے انسانی حریت کو چھین لیا ہے۔ اس غلامی پر اگر دنیا کی بادشاہی
قربان کر دیجائے جب بھی اسکی برابری نہیں ہو سکتی۔ کون نہیں جانتا کہ
سبکتگین غلام تھا اور اسنے فرمانروائی کی محمود غزنوی اسکا بیٹا
تھا جو دنیا کا عادل و نامور بادشاہ تھا قطب الدین ایبک، شمس الدین
التمش، غیاث الدین بلبن وغیرہم سب کے سب غلام تھے مگر مسلمانوں کے
بادشاہ تھے یہ اسلام ہی کی خوبی ہے کہ اسکے غلام بادشاہی کرتے ہیں
کسی دوسری قوم میں اسکی نظیر نہیں۔ بتائیے سبب آزادی اسی کا نام ہے؟
یہ تو وہ غلامی ہے جسکے صدقہ میں نہ معلوم کتنے شہنشاہ پیدا ہو گئے ہیں

[illegible]
ہر جا کہ [illegible] پادشاہیم

علامہ ابن الصلاح مشہور محدث، جنکی مشہور کتاب مقدمہ ابن الصلاح اصول حدیث مین معتبر کتاب مانی جاتی ہے، اس بارے مین امام زہری اور بادشاہ وقت عبد الملک کا ایک مکالمہ باسند نقل کیا ہے جسکو ہم یہان ناظرین کی دلچسپی کیلئے درج ذیل کرتے ہین:-

زہری کہتے ہین کہ مین عبد الملک بن مروان کے پاس پہونچا تو اس نے مجھسے پوچھا کہ زہری! تم کہان سے آتے ہو؟

زہری۔ مکہ سے۔

عبد الملک۔ تم وہان کسکو سردار و پیشوا چھوڑ آئے؟

زہری۔ عطا بن رباح کو۔

ع۔ عطا بن رباح عرب ہے یا غلام (عجمی)؟

ز۔ غلامون سے ہین۔

ع۔ عطا غلام ہو کر سردار و پیشوا کیونکر ہو گیا۔

ز۔ بالدیانۃ والروایۃ۔ دینداری اور حدیث دانی سے۔ [illegible]

ع۔ اہل الدیانۃ والروایۃ ینبغی ان یسودوا۔ بیشک دیندار اور [illegible] سرداری کے لائق ہین۔

ع۔ یمن کا سردار کون ہے؟

ز۔ طاؤس بن کیسان ہین۔

ع۔ عرب ہین یا عجمی (غلام)؟

ز۔ عجمی غلام۔

ع۔ غلام سردار و پیشوا مسلمانونکا کیونکر ہو گیا

ز۔ جسوجہ سے عطا بن رباح سردار و پیشوا ہوئے۔

ع۔ ضرور ایسا ہی مناسب ہے۔

ع۔ زہری! اہل مصر کا سردار و پیشوا کون ہے؟

ز۔ یزید بن حبیب۔

ع۔ یزید بن حبیب عرب ہے یا غلام عجمی؟

نما ۔ غلام ہین

ع ۔ اور شام والون کا پیشوا کون ہی؟

نما ۔ مکحول ہین ۔

ع ۔ غلام ہین یا عرب ۔

نما ۔ غلام ہین ۔ نوبی قوم ہے قبیلہ ہذیل کی ایک عورت نے انھین آزاد کیا تھا ۔

ع ۔ اہل جزیرہ کی سرداری کس کے سر ہے؟

نما ۔ میمون بن مہران کے ۔

ع ۔ میمون غلام ہے یا عرب ؟

ز ۔ غلام ہین ۔

ع ۔ خراسان والون کا سردار کون ہی؟

نما ۔ ضحاک ۔

ع ۔ ضحاک عرب ہین یا غلام ۔

نما ۔ غلام ہین ۔

ع ۔ اہل بصرہ کا سردار و پیشوا کون ہی؟

نما ۔ حسن بن ابی الحسن ہین ۔

ع ۔ غلام ہے یا عرب ۔

نما ۔ غلام ہین ۔

ع ۔ کوفہ کی سرداری کس کے سر ہے ۔ ؟

نما ۔ ابراہیم نخعی کے ۔

ع ۔ عرب ہین یا غلام ۔

ز ۔ غلام ہین ۔

ع ۔ ویلک ۔ اے زہری! تم نے میری گرہ کھولدی ۔ خدا کی قسم عرب کی سرداری کا سہرا غلامون کے سر رہا اور غلام لوگ عرب کے پیشوا اور سردار بنگئے ۔ یہانتک کہ انھین کے خطبے ممبرون پر پڑھے جاتے ہین اور عرب نیچے رہتے ہین ۔

ز ۔ نعم ۔ یا امیر المومنین! اذا ھو امر الله و دینہ من حفظہ سادہ و من ضیعہ سقط

(یعنی ہان ۔ اے امیر المومنین یہ اللہ کا حکم ہے

* ۔ [illegible]

اسلامی مساوات
یہ کتاب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب سکریٹری مسلم ایسوسی ایشن
پھلواری شریف کی تصنیف ہے جس میں نہایت خوبی کے
ساتھ اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ
اسلام
ذات پات کے جھگڑے اور ان غلط قیود سے پاک صاف ہے
جو دوسرے مذاہب کی ترقی میں حارج ہیں۔ علمائے کرام اور
رہنمایان عظام نے اس کتاب کی نسبت بہترین خیالات ظاہر
فرمائے ہیں اور نیز تمام اہل قلم حضرات نے بہترین تبصرہ فرمایا ہے
کاغذ عمدہ لکھائی چھپائی نفیس قیمت باوجود ان خوبیوں کے ۸/
(آٹھ آنہ)
عبد الغنی
جنرل سکریٹری انجمن تعلیم الاطفال
پھلواری شریف